



خطبہ جمعہ

# آئے دن اللہ تعالیٰ اپنے تازہ نشان آپ کو دکھاتا ہے اور اس کے باوجود اگر خدا نخواستہ آپ کے قدم ڈگمگائیں تو بہت بڑی محرومی ہوگی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاريخ 15 مئی 1998ء بمطابق 15 ہجرت 1377 ہجری شمسی بمقام کروئس تلخ، جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

ہمارے لئے از یاد ایمان کا موجب بنے یا اس آیت کے اطلاق کے طور پر میں یہ کہوں گا کہ شاید ہماری کسی ادا پر محمد رسول اللہ ﷺ کے پیار کی نگاہیں ہم پر پڑیں اور جیسا کہ میں نے احادیث کا مطالعہ کیا ہے بکثرت ایسے صحابہ تھے جو خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ کی محبت کی نظر کی تلاش میں آپ کے سامنے بیٹھا کرتے تھے شاید کوئی ایسی ادا ہو جس پر محمد رسول اللہ ﷺ پیار سے دیکھ لیں۔

تو وہ لوگ جو خدا کی خاطر ہمیشہ اس انتظار میں رہتے ہیں یا خدا کے پیار کی نظروں کے لئے ہمیشہ اس انتظار میں رہتے ہیں ان پر پھر اللہ تعالیٰ پیار کی نظریں ڈالنا بھی کرتا ہے۔ یہ خوشخبری ہے جو اس کلام میں مضمر ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی جانتے تھے کہ کون کون آپ کی پیار کی نظروں کا خواہاں ہے اللہ تو بہت زیادہ جانتا ہے۔ پس اگر اپنی باقی زندگی ایسے حال میں صرف کریں کہ آپ کو یہ امید رہے، یہ انتظار رہے کہ کبھی تو کوئی ایسی بات ہم سے ظہور ہو کہ خدا کے پیار کی ہم پر نظر پڑے۔ تو یاد رکھیں کہ یہ بعید نہیں ہے۔ جس کی اپنے رب سے یہ توقع ہے اللہ ان توقعات کو پورا کرنا جانتا ہے۔ توفیق بھی وہی دیا کرتا ہے۔

پس اس پہلو سے حقیقت میں سلم یعنی مقام امن، وہ فرمانبرداری کا دائرہ جس کو سلم کہا گیا ہے جس کو دوسرے معنوں میں مقام امن، مقام محبت سرائے مابیان کرتا ہوں۔ (-) پس اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس سلم یعنی خدا کی محبت کے امن کے دائرے میں تمام تر داخل ہو جاؤ۔ کافئہ کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ہر داخل ہونے والا یہ دیکھے کہ اس کا کوئی دامن کا حصہ باہر تو نہیں رہا وہ پورے کا پورا خدا کی محبت کے امن کے دائرے میں داخل ہو چکا ہے کہ نہیں کیونکہ ایک ذرہ بھی اس کا اس دائرے سے باہر ہا تو وہ خطرے میں ہے۔

دوسرے کافئہ سے مراد یہ ہے کہ تمام مومن چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں وہ سارے کے سارے داخل ہوں تاکہ مومنوں کی ایک جماعت خدا تعالیٰ کی محبت کی طالب بن کر اپنی زندگی بسر کرے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا (-) ایسے لوگ جو اس محفوظ دائرے میں آجائیں گے ان کے لئے ممکن ہی نہیں رہتا کہ وہ شیطان کے قدموں کی پیروی کریں۔ پس اگرچہ یہ ایک زائد بات معلوم ہوتی ہے "اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو" مگر یہ حقیقت میں اس کا نتیجہ ہے کہ ایسا کرو گے تو تمہیں یہ توفیق نصیب ہوگی کہ جو خدا کے محبت کے دائرے میں بیٹھا ہے اس کے لئے ممکن ہی کیسے ہے کہ وہ باہر نکل کر شیطان کے قدموں کی پیروی کرے۔ یہ دو متضاد باتیں ہیں جو بیک وقت ہو ہی نہیں سکتیں۔

اور شیطان کے متعلق فرمایا (-) جہاں بھی تم نے اسے موقع دیا کہ تمہیں پھسلانے جان لو کہ وہ ضرور تمہیں ہلاکت میں مبتلا کرے گا کیونکہ وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ تو اس واضح تنبیہ کے بعد کسی مومن کے لئے یہ امکان ہی باقی نہیں رہتا کہ وہ خدا کی محبت کے دائرے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ بقرہ کی آیات 208 تا 210 کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ آیات جن کی آج میں نے اس جمعہ میں تلاوت کی ہے جمعہ کے پیش نظر بھی اور مجلس انصار اللہ کے اجتماع کے پیش نظر بھی ان آیات کا انتخاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں (-) جو اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اللہ کی رضا کی نگاہوں کی خاطر (-) اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت فرمانے والا ہے۔ (-) اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کے دائرے میں تمام تر داخل ہو جاؤ۔ (-) اور شیطان کے نقوش قدم کی پیروی نہ کرو (-) یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ (-) اس کے باوجود اگر تمہارے قدم ڈگمگائیں اور تم پھسل جاؤ بعد اس کے کہ کھلے کھلے نشانات تم تک آچکے ہوں (-) تو خوب جان لو کہ اللہ بہت غالب اور بزرگی والا اور بہت حکمت والا ہے۔

ان آیات میں جو طرز بیان ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ خدا کی مرضی کو چاہنے والے لمحہ لمحہ اس کا انتظار کرتے ہیں۔ مرضات کا لفظ جمع ہے اسے محض رضا کہنا کافی نہیں۔ اگرچہ رضا بھی جمع کے مضمون یا معنوں میں بعض دفعہ استعمال کی جاتی ہے مگر میرے نزدیک مرضات کا استعمال واضح طور پر یہ بتا رہا ہے کہ لمحہ لمحہ اس کی رضا کی نظروں کی خاطر اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں۔ یہ بہت عظیم کلام ہے جو خاص طور پر انصار اللہ کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔ انصار اللہ وہ خدا کے بندے ہیں جو عمر کے ایسے گروہ میں داخل ہو چکے ہیں جہاں سے پھر خدا ہی کے حضور پیشی ہے اس کے بعد اور کوئی مقام نہیں۔ پس کتنے سانس باقی ہیں کہ انہیں غیر اللہ کی خاطر لو گے۔ جتنے بھی سانس نصیب ہیں وہ سارے کے سارے اللہ کی رضا کی خاطر اس طرح پیش کر دینے چاہئیں کہ گویا اپنی جان بیچ ڈالی۔ یہی وہ وقت ہے جب آپ توجہ کے ساتھ اپنی زندگی کے لمحے پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا وقت آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی رحمت کا اور اس کی رضا کا انتظار کر رہا ہے کہ نہیں۔

بشری نفسہ کے بعد باقی اپنا تو کچھ بچتا نہیں جو کچھ ہے وہ گویا بیچ ڈالا اور سودا یہ ہے کہ جب بھی خدا کی نظر پڑے محبت کی نظر پڑے۔ اس کی خاطر جب اپنی جان بیچ ہی ڈالی تو رہا کیا باقی، اختیار تو کوئی نہیں اور اگر یہ نہیں تو پھر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد پورا نہ کیا۔ پس اگرچہ اس آیت کا اطلاق تمام (لوگوں) پر جو شعور رکھتے ہیں کسی بھی عمر کے ہوں ان پر ہوتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے انصار اللہ پر اس کا اطلاق بہت زیادہ شدت کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بہت سے صحابہ تھے جو یہی کیا کرتے تھے کہ لمحہ لمحہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا انتظار رہتا تھا کہ اب کوئی ایسی بات کہیں جو

سے باہر کوئی سانس لے کیونکہ وہ جانتا ہے جب شیطان کو موقع ملا وہ اسے اچک لے گا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مرغی کے پروں کے نیچے اس کے چوزے آجایا کرتے ہیں۔ وہ تو نکل کے باہر بھی جاتے ہیں اور ادھر ادھر پھرتے ہیں لیکن اللہ کی پناہ میں جو ایک دفعہ آجائے اس کی رحمت کے پروں کے نیچے آجائے وہ نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مرغی کے چوزوں کو بعض انسانوں سے زیادہ سمجھ ہے۔ جب خطرہ درپیش ہو، کسی چیل کا سایہ دیکھیں جو سر پر منڈلا رہی ہو تو وہ دوڑ کر اپنی ماں کے پروں کے نیچے آجاتے ہیں اور وہیں اپنا امن دیکھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ چیل باوجود اس کے بہت خوفناک ہے اور چوزے پر ذرہ بھی رحم نہیں کرتی اور جانتی ہے کہ مرغی کی اس کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں مگر پھر بھی اسے یہ جرأت نہیں ہوتی کہ اس کے پروں کے اندر سے اس کا بچہ نوج لے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ فطرت بخشی ہے کہ وقت پر جب اسے اپنے عزیزوں کے نقصان کا اپنے پیاروں کے نقصان کا خطرہ ہو تو انسان بھرتا ہے اور سب سے زیادہ ماں بھرتی ہے اور مختلف Naturalist جن کو کہتے ہیں یعنی جانوروں کی زندگی کا مطالعہ کرنے والے بتاتے ہیں کہ بظاہر کمزور نظر آنے والی مائیں بھی ایسے موقعوں پر ایسا بھرتی ہیں مثلاً شیرنی کہ اس کے مقابل پر بہت بڑے بڑے شیر بھی ڈر کے بھاگ جایا کرتے ہیں۔ تو سوچیں کہ ایک مرغی کے بچے کو اگر یہ امن نصیب ہو تو وہ جو اللہ کے پیارے ہیں ان کو کیسا امن نصیب نہیں ہو گا۔ مگر وہ چوزہ جو باہر رہ جائے جو سمجھے کہ کوئی ایسی بات نہیں وہ ضرور اچکا جاتا ہے۔ چیل اس پر جھپٹی ہے اور اس کو اڑالے جاتی ہے۔

تو آپ لوگ مرغی کے چوزوں سے تو زیادہ عقل دکھائیں۔ اول تو خدا کی پناہ میں آکر شیطان کے ہر خطرے سے آپ بچ سکتے ہیں اور بچیں گے اور لازماً بچیں گے لیکن اگر یہ بے پرواہی ہوئی، اس دائرے سے باہر نکل کر اپنی قسمت آزمائیں گے تو جان لیں کہ یقیناً آپ کی قسمت ہلاک شدہ لوگوں کی قسمت ہے۔ جو نبی آپ نے یہ آزمائش کی اس آزمائش میں آپ مارے جائیں گے۔ پس قرآن کریم نے (---) کہہ کے بتا دیا کہ وہ تو ناک میں بیٹھا ہے۔ شیطان کو تو ذرہ بھی تم نے موقع دیا تو وہ تمہیں اچک لے جائے گا۔ پس اس پہلو سے اپنی ساری زندگی کی اپنے لمحہ لمحہ کی حفاظت ضروری ہو جاتی ہے۔ (فرمایا) اگر تم ڈمگائے بعد اس کے کہ کھلے کھلے نشان تمہارے پاس آچکے ہیں (-) تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت غالب حکمت والا اور بزرگی والا ہے۔ احمدیوں کے لئے اس میں خصوصیت سے یہ سبق ہے کہ ان کے پاس اس کثرت سے اس دور میں نشان آئے ہیں کہ ان کے ڈمگانے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ آئے دن اللہ تعالیٰ اپنے تازہ نشان آپ کو دکھاتا ہے اور اس کے باوجود اگر خدا نخواستہ آپ کے قدم ڈمگائیں تو بہت بڑی محرومی ہو گی۔ ان آیات کی تشریح کے طور پر میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک حدیث اور بعض اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سنن الترمذی سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ عبد نبویؓ میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک آنحضرت ﷺ کے حضور حاضر رہتا تھا، میں نے خصوصیت سے اس لئے یہ حدیث جتی ہے کہ بعض لوگوں کے ذہن میں صرف ابو ہریرہؓ کا نام آتا ہے کہ گویا وہی رہتے تھے مسجد میں۔ ابو ہریرہؓ تو دن رات وہیں رہتے تھے باہر نکلتے ہی نہیں تھے مگر بکثرت ایسے صحابہؓ تھے جو جتنا بھی ان کو وقت میسر ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور ابو ہریرہؓ کے علاوہ بھی بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے اپنا روزمرہ کام چھوڑ دیا تھا۔ یعنی بظاہر نکلتے تھے کچھ کمانے والے نہیں تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک بھائی حاضر رہتا تھا اور دوسرا کام میں مصروف رہتا تھا۔ کام کرنے والے نے آنحضرت ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی کہ مجھ اکیلے پہ ہی بوجھ ڈالا ہوا ہے۔ ہر وقت یہ آپ کے پاس بیٹھا رہتا ہے اور میں اکیلا گھر چلانے کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”لعلک تزدق بہ“ کیا خبر عین ممکن ہے کہ تجھے جو رزق عطا کیا جا رہا ہے اس کے

سبب سے ہو۔ بہت عظیم الشان ایک سزا بہت ہے اس حدیث میں ایک ستر چھاپا ہوا ہے اور وہ سب خدمت دین کرنے والوں کے لئے اور ان کے خاندانوں کے لئے ہے اور اسی طرح ان واقفین زندگی کے لئے ہے جنہوں نے کلیتہً اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کر دیا ہے۔ بہت سے ان کے خاندان والے، رشتہ دار یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم ان پر احسان کر رہے ہیں ہم نے ان کے بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں، ان کے بیوی بچوں کا خیال رکھتے ہیں اور اسی طرح آج جماعت جرمینی میں بکثرت ایسے بڑے اور بچے اور جوان اور عورتیں ہیں جن کو اپنے گھروں کی ہوش نہیں اور جو کلیتہً دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں واقفانہ ان میں سے بعض کے بھائی یا اقرباء سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت کر رہے ہیں گویا کہ ہم نے ان کے بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو پلے باندھ لو کہ تمہیں کیا پتہ کہ تمہارے رزق میں ان کی وجہ سے برکت ہے۔ اگر یہ دین کی خدمت چھوڑ دیں تو پھر دیکھنا کہ تمہارا کیا حال باقی رہ جاتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان جیسا اس وقت سچا تھا ویسا ہی آج بھی سچا ہے۔ بعینہ اپنی پوری شان کے ساتھ آج کے زمانے کے خدمت کرنے والوں پر بھی اور ان کے رشتہ داروں پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ پس بشری نفسہ میں یہ سارے لوگ داخل ہیں جنہوں نے اپنی جائیں بیچ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو یقین دلادے اور ان کے اعزاء اور اقرباء کے دماغ میں وہم تک بھی نہ گزرے کہ ان کی وجہ سے ان کے خاندانوں کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود (-) اسی کی تشریحات پیش فرماتے ہیں، مختلف تحریروں میں آپ نے مختلف پہلوؤں پر زور دیا ہے۔ مثلاً فرمایا ”یعنی انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں جو خدا کی رضائیں کھوئے جاتے ہیں۔“ اپنی جان بیچ دی تو باقی کیا رہا ان کے پاس۔ ”وہ دنیا سے غائب ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی یاد میں کھوئے جاتے ہیں وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں۔“ یہ مول لیتے ہیں بہت پیار اظہار ہے۔ یعنی فرمایا کہ جیسے سودا کرنے والے کو جو وہ خرچ کرتا ہے اس کے نتیجے میں وہ سودا دیا جاتا ہے جس کی خاطر وہ خرچ کرتا ہے۔ تو مول لیتے ہیں سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اپنی رضا سے ان کو متمتع فرمائے کیونکہ گویا انہوں نے اس کی رضا خرید لی۔ اب اللہ سے تو کوئی ویسے سودا نہیں کر سکتا، اس کی رضا خریدی نہیں جاسکتی مگر جب وہ خود کے کہ کون ہے جو میری رضا خریدنے والا ہے اور کچھ لوگ اس کے جواب میں آگے بڑھیں اور کہیں ہم ہیں تیری رضا خریدنا چاہتے ہیں تو پھر کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس ادعا سے پیچھے ہٹ جائے وہ لازماً اپنی رضائیں کو عطا فرماتا ہے۔

”وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے ایسا ہی وہ شخص جو روحانی حالت کے مرتبے تک پہنچ گیا ہے خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے“ اب مول لینا جو یہ فدا ہونے سے ورے ورے نہیں ہو سکتا۔ فرمایا ”جو شخص روحانی حالت کے مرتبے تک پہنچتا ہے خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان کو بیچ دیتا ہے اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے۔“

جانفشانی عمر بھر کرنی پڑتی ہے۔ جان جو بیچی جاتی ہے کوئی ایک لمحے کا سودا نہیں ساری زندگی کا سودا ہے۔ مرتے دم تک، آخری سانس تک جو جان بیچی ہے اب بیچنے والے کی نہیں رہی۔ پس یہ کوئی ایسا سودا نہیں جو اچانک کسی بکری کو کسی کے پاس بیچ دیا توڑا سا دمہ اگر ہو ابھی تو اس کے بعد چھٹی کر لی۔ یہ تو ایک ایسی جان کا سودا ہے جو لمحہ لمحہ جینے والی جان ہے اور لمحہ لمحہ مرنے والی جان ہے۔ ہزار موتیں اسے خدا کی خاطر قبول کرنی ہوں گی اور ہزار زندگیاں ہر موت

کے بدلے اسے ملیں گی۔ پس یہ ہے منیشری نفسہ کہ جو اپنے نفس کو اللہ کی خاطر بیچ دیتا ہے۔

فرمایا ”جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے“ یہ نہیں کہ ایک دفعہ بیچ دیا اور بات ختم ہو گئی۔ بہت سے واقعات زندگی ہم نے دیکھے ہیں جنہوں نے کسی خاص لمحہ عشق میں اپنی جان کو خدا کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد چھٹی کر لی۔ پھر ساری عمر ایسی حرکتیں کرتے رہے جو جان بیچنے والے نہیں کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو پکڑتا ہے اور لازماً ان کا بد انجام ہوتا ہے۔ کبھی بھی وہ اس حالت میں نہیں مرتے کہ گویا جان بیچنے والے تھے۔ تو جان کا سودا تو پہلے کا ہے اور اس سودے کے حق میں ثبوت بعد میں مہیا ہوتے ہیں۔ ساری زندگی مہیا ہوتے رہتے ہیں۔

”اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے جو طاعت خالق اور خدمت مخلوق کے لئے بنائی گئی ہے“ اب ایک اور پہلو بھی خدا کی خاطر جان بیچنے کا حضرت مسیح موعود (-) نے ہمارے سامنے کھول دیا۔ فرمایا کہ وہ خدا کی خاطر جان بیچتا ہے تو خدا کی مخلوق کی خاطر بھی بیچتا ہے۔ خدا کی خاطر اس کا جان بیچنا تو شاید بعض نگاہوں کو دکھائی نہ دے مگر اس کی مخلوق کی خاطر جو جان بیچتا ہے وہ تو سب کو دکھائی دیتا ہے، ساری مخلوق اس پر گواہ ہو جاتی ہے اور اس بات پر بھی گواہ ہو جاتی ہے کہ وہ ان سے فائدے کی خاطر کچھ نہیں کرتا کیونکہ وہ فائدہ اٹھاتا نہیں۔ وہ جب شکر یہ ادا کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارا شکر یہ ادا نہ کرو۔ ہم تو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر یہ کام کر رہے ہیں۔ تم شکر یہ ادا کرتے ہو تو ہمیں کوفت ہوتی ہے۔ ہم نے تو اپنا سودا اللہ سے کیا ہے۔ تو یہ دعویٰ محض دعویٰ نہیں رہتا لمحہ لمحہ اس دعوے کا ثبوت ان کی زندگی مہیا کرتی ہے۔ وہ جب بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہیں تمام بنی نوع انسان گواہ ہو جاتے ہیں کہ یہ اپنی خاطر خدمت نہیں کر رہے تھے ہم سے کچھ لینے کی خاطر خدمت نہیں کر رہے تھے بلکہ اللہ سے کچھ لینے کی خاطر خدمت کر رہے تھے تو محض دعویٰ نہیں رہتا بلکہ ایک قطعی ثبوت اس کی تائید میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے جس کو رد نہیں کیا جاسکتا۔

”اور پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق ہیں ایسے ذوق و شوق اور حضور دل سے بجالاتا ہے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینے میں اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ رہا ہے“ اب حضرت مسیح موعود (-) کے ارشادات کو آپ غور سے پڑھا کریں تو پھر آپ کو ان ارشادات کی لطیف باتیں سمجھ آسکتی ہیں۔ اپنے تمام وجود کو سر سے پاؤں تک ”تمام وجود کو“ جو جان بیچتا ہے وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں رکھتا۔ ”جو طاعت خالق اور خدمت خلق اور خدمت مخلوق کے لئے بنائی گئی ہے۔“ پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق ہیں یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی صلاحیتیں بخشی ہیں ان تمام صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے وہ اللہ کے دین اور اس کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور ہر ایک کی صلاحیتیں الگ الگ ہیں مگر جس چھابڑے میں جو کچھ ہو گا وہی تو بیچے گا۔

پس ایک غریب انسان بھی اسی طرح اپنا سب کچھ بیچنے والا بن جاتا ہے جس طرح ایک امیر انسان اپنا سب کچھ بیچنے والا بن جاتا ہے۔ توفیق تو اس کی اپنی بنائی ہوئی نہیں، توفیق تو اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہے پس (-) یہ معنی ہے کہ جو کچھ وہ بیچتا ہے وہ وہی کچھ ہے جو ہم نے اس کو دیا تھا اس میں سے پھر کچھ اپنے لئے نہیں رکھتا تمام تر پیش کر دیتا ہے۔ پس اگر کسی کی قسمت میں، کسی کے مقدر میں ایک کھوٹی کوڑی بھی نہ ہو یعنی کچھ بھی نہ ہو تو اپنا خالی دامن لے کر اس میں خدا کی محبت اور تمنائوں سے جھولی بھر کر بظاہر خالی دامن میں اپنی محبت اور نیک تمنائوں کی جھولی اٹھائے ہوئے خدا کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے وہ بھی وہی ہے جس نے سب کچھ بیچ دیا۔

پس حضرت مسیح موعود (-) فرماتے ہیں۔ ”ایسے ذوق و شوق اور حضور دل سے بجالاتا ہے“ میں نے جو یہ کہا تھا تمناؤں اور محبتیں لے کے حاضر ہوتا ہے یہ اس کا ترجمہ ہے، حضور دل سے بجالاتا ہے اس کا دل تمام تر یہ چاہتا ہے کہ جس حد تک خدمت ممکن ہے میں

کروں۔ ”گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینے میں اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ رہا ہے“ اس کی فرمانبرداری کا ایک شیشہ اس کے سامنے ہے اور اس میں اسے اپنی ذات دکھائی نہیں دیتی وہ محبوب دکھائی دیتا ہے جس کی خاطر اس نے اپنی ساری زندگی کو ایک نئی صورت میں ڈھال دیا۔

”اور ارادہ اس کا خدا تعالیٰ کے ارادے سے ہم رنگ ہو جاتا ہے۔“ جو اللہ کا ارادہ وہی اس کا ارادہ، جو مالک کا ارادہ، وہی غلام کا ارادہ۔ ”اور تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھہر جاتی ہے۔“ اب یہ لفظ ”ٹھہر جاتی ہے“ قابل غور ہے۔ فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی رضائیں ایسی لذت نہیں ملتی کہ جو آئے اور چلی جائے وہ لذت اس کے دل میں پناہ گزین ہو جاتی ہے۔ وہ لذت ایسی ٹھہرتی ہے کہ پھر جانے کا نام نہیں لیتی۔ پس وہ سب لوگ مستحق ہیں جو کبھی اللہ کی رضائیں محبت پاتے ہیں، مزہ دیکھتے ہیں اور کبھی نہیں دیکھتے۔ بہت سے ایسے انسان ہیں، کثرت سے ایسے انسان جو اللہ کی رضا سے کبھی نہ کبھی تو ضرور لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن اپنی جان نہیں بچی ہوتی اس لئے وہ محبت آکر ٹھہر نہیں جاتی، آئی اور چلی گئی اور دوسری لذتیں پھر اس کی جگہ اپنا ٹھکانہ دل میں بنا لیتی ہیں اور اس طرح وہ خدا کے بندے جو جان بیچنے والے ہیں دوسروں بندوں سے ممتاز ہو کر الگ ہو جاتے ہیں۔

یہ ایک بہت گہری حقیقت ہے جس کی طرف میں آپ کو خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود (-) نے یہ حقیقت بیان کر کے ہماری آنکھوں سے پردے اٹھا دیئے ہیں۔ ہم میں سے بکثرت ایسے ہیں جنہوں نے کبھی نہ کبھی اللہ کی رضا کے نتیجے میں دل کو لذت سے معمور ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ بعض ایسے ہیں جن کے بدن پہ جھرجھری طاری ہو جاتی ہے جب وہ خدا کے کسی خاص انعام پر غور کرتے ہیں یا کسی خاص مصیبت سے اللہ تعالیٰ ان کو نجات بخشتا ہے تو واقعہً ان کے دل میں اللہ کا پیارا ایک لذت بن کے اترتا ہے لیکن ٹھہرنا نہیں۔ آیا اور چلا گیا اور پھر دنیا کی لذتیں دل میں فرار پکڑ لیتی ہیں تو حضرت مسیح موعود (-) کا ایک ایک لفظ قابل توجہ ہے۔

”تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھہر جاتی ہے“ اب کوئی دنیا کا چوٹی کا ادیب بھی ایسی تحریر نہیں لکھ سکتا کہ ہر لفظ با معنی ہو۔ حضرت مسیح موعود (-) کی فصاحت و بلاغت سچائی پر مبنی ہے ایک لفظ بھی بے حقیقت نہیں، کوئی لفظ نہیں جو سچائی سے نور یافتہ نہ ہو۔ اور یہی سچائی ہے جو آپ کی تحریروں کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر رہی ہے۔ اور تمام اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتفاظ کی کشش سے صادر ہونے لگتے ہیں ”جب دل میں خدا کی محبت کا لطف ٹھہر جاتا ہے تو اس لطف کو بردھانے کی خاطر“ اس کو ہمیشہ اپنا راہنما بنانے کی خاطر ویسے ہی لطف کے لئے وہ کوشش کرتے ہیں اور انسان جو لذت کے لئے کوشش کرتا ہے وہ مشقت نہیں ہوا کرتی۔ ہماری جتنی عبادتیں، جتنی خدمتیں مشقت کا رنگ رکھتی ہیں وہ لذت سے محروم ہیں۔ کوئی چیز جس میں لذت ساتھ ساتھ حاصل ہو رہی ہو اسے مشقت نہیں کہا جاتا۔ دنیا کا ادنیٰ دوکاندار بھی دیکھیں کتنی محنت کر رہے ہیں، اپنے تھوڑے سے پیسے کمانے کی خاطر لیکن چونکہ ان پیسوں میں مزہ آ رہا ہے اس لئے دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ بڑی مشقت ہے۔ ان کی بلا سے ان کو ذرہ بھی اس میں مشقت محسوس نہیں ہوتی۔ کوئی شخص جو صبح اٹھتا ہے، دوکان کھولتا ہے، کوئی بنیاد دیکھیں، سوچیں ذرا وہ رات کے بارہ بجے تک حساب فہمی کرنا رہتا ہے اگر اس کو آپ جا کے ہمدردی کریں، کہیں میاں بس کرو تھک گئے ہو گے دوپہر ہو گئی ہے اب آرام کرو تو کیسی کزی نظروں سے تمہیں دیکھے گا کہ جاؤ جاؤ اپنی راہ لو جو کچھ میرے حال پر رہنے دو مجھے مزہ آ رہا ہے اس چیز میں اور مزے کے بغیر وہ کام کر ہی نہیں سکتا۔

تو فرمایا ”اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتفاظ کی کشش سے صادر ہونے لگتے ہیں۔“ تمام اعمال صالحہ میں ان کو اللہ کی رضا کا مزہ دکھائی دے رہا ہوتا ہے، مزہ محسوس ہو رہا ہوتا ہے اور وہ اس وجہ سے خود بخود صادر ہونے لگتے ہیں۔ ”یہی وہ نقد بہشت ہے“ یہ ”نقد بہشت“ یہ اب قابل غور بات ہے سو اللہ انقدر ہی ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ

اس دنیا میں تو نہیں ملی اور اگلی دنیا میں مل جائے گی۔ اللہ ادھار نہیں رکھتا وہ بہشت جو خدا کی محبت کی اعلیٰ لذت کی بہشت ہے وہ تو نقد افتدی تمہیں اس دنیا میں ملتی ہے۔

”یہی وہ نقد بہشت ہے جو روحانی انسان کو ملتا ہے اور وہ بہشت جو آئندہ ملے گا وہ درحقیقت اسی کی اظلال و آثار ہے“ اس دنیا میں جس نے بہشت دیکھی اس کا غل ہے ایک جو اخروی زندگی میں ملے گا۔ آثار ہیں اس کے یعنی اس کے گویا سائے ہیں جیسے نقش قدم انسان چھوڑتا ہے تو قدم تو نہیں ہوتا مگر گزرے ہوئے قدم کے لئے اس کا نقش قدم راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ تو اگلی دنیا میں جو بہشت ہو گا وہ یہ بہشت تو نہیں ہو گا جو یہاں حاصل ہے کیونکہ اس سے بہت زیادہ بلند ہے مگر جسے اسی دنیا میں یہ اللہ کی محبت کی لذت کا بہشت نصیب ہو جائے اور یہ نقد افتد سودا ہے جو اسے مل جائے وہ ہے جو کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اب جب بھی میں مرا مجھے اسی بہشت کے سائے کے طور پر بہت اعلیٰ چیزیں نصیب ہوں گی جن کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اب دنیا میں جتنے بھی مذہب کی معرفت بیان کرنے والے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد گزرے ہیں ان میں سے کسی کی ایسی تحریر نکال کے دکھاؤ (-) فرمایا ”جس کو دوسرے عالم میں قدرت خداوندی جسمانی طور پر متمثل کر کے دکھلائے گی“ اظلال و آثار جو ہیں وہ جسمانی طور پر متمثل نہیں ہو کرتے۔ کسی چیز کا سایہ ہے تو سایہ ہی ہو گا اصل تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا یہ وہ سائے نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ اس دنیا میں اس دنیا کی جنت کو متمثل کر کے دکھائے گی وہ واقعتاً نظر آنے والی، محسوس ہونے والی، سونگھنے والی خوشبوؤں سے معطر، مزوں سے بھری ہوئی جنت حقیقت کا روپ اوڑھ لے گی اور وہ حقیقت جو ہے اس کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کوئی آنکھ ایسی نہیں جس نے وہ جنت دیکھی ہو، کوئی کان ایسا نہیں جس نے اس جنت کا بیان سنا ہو۔

پس حقیقت میں وہ جو کچھ بھی ہے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اس دنیا کی جو خدا کی محبت کی لذتیں ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کی خاطر انسان تمام دنیا کو ایک طرف پھینک دیتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے ان لذتوں کی شدت کا یہ اثر ہے کہ ہر دوسری لذت بیچ ہو جاتی ہے۔ تو اس سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑھ کر جو لذت آئندہ مقدر ہے اس کا تصور باندھا جائے۔ وہ اگر اور کچھ نہیں تو ان لذتوں کی خاطر ہی اپنی دنیا کو بدلو مگر اگر اس دنیا میں جنت نصیب نہ ہوئی تو ان لذتوں کی خاطر جو کچھ بھی کر دے وہ سب بے کار جائے گا۔ یہ پیغام ہے جس کو آپ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

عموماً بعض لوگ سختی کر کے بھی، محنت کر کے بھی بظاہر اگلی دنیا کمانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے مشقت کرنے والے ہیں جن کے کھڑے کھڑے ٹانگیں سوکھ جایا کرتی ہیں جو ہاتھ اونچا کرتے ہیں تو ہاتھ شل ہو جاتے ہیں مگر حاصل کچھ نہیں ہوتا کیونکہ مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے وہ ان کو ملے گی جن کو ان چیزوں میں گہری لذت ملتی ہے جو ایک لذت کے خیال سے مصیبت اٹھاتے ہیں ان کو نہیں مل سکتی۔ اس اقتباس کے بعد جو یہ رپورٹ جلد اعظم مذاہب صفحہ 131، 132 سے اقتباس لیا گیا تھا اب اسی رپورٹ سے میں ایک اور اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرماتے ہیں۔ ”یعنی خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے وہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت خاص کے مورد ہیں۔ غرض وہ استقامت جس سے خدا ملتا ہے اس کی یہی روح ہے جو بیان کی گئی جس کو سمجھنا ہو سمجھے۔“ (رپورٹ جلد اعظم مذاہب صفحہ 188) اب استقامت کے متعلق وہ کیا چیز ہے، حضرت مسیح موعود (-) کے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اب وقت چونکہ تھوڑا رہا ہے اس لئے مجھے نسبتاً جلدی گزرنا ہو گا۔

”اللہ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں“ یہ تحریر ہے جلد نمبر 4 صفحہ 29، 6۔ اگست 1900ء کی۔ ”اللہ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں ان کے ساتھ وہ رافت اور محبت کرتا ہے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے۔ (-) کہ اللہ اپنے بندوں پر یا خالص بندوں پر بہت مہربان ہے یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ کی

راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔“

پس وہ ساری دنیا کی جماعتیں جو قربانی کے اس عظیم دور میں داخل ہو چکی ہیں اور ان جماعتوں میں اللہ تعالیٰ نے جماعت جرمینی کو بھی ایک مقام عطا فرمایا ہے ان کے لئے اس تحریر میں یہ سبق ہے کہ جتنی بھی قربانی دیں اس قربانی کو اللہ تعالیٰ کی رافت کا حصہ سمجھیں۔ محض اللہ کا احسان سمجھیں کہ خدا ان کو یہ توفیق دے رہا ہے اور بھولے سے بھی دل میں یہ خیال نہ گزرے کہ شاید ہم کچھ کر رہے ہیں خدا کی خاطر، خدا کی خاطر ہو یا خدا کے لئے بنی نوع انسان کی خاطر ہو، دونوں صورتوں میں خدمت اپنی ذات میں اعزاز ہے اور اسی کو حضرت مسیح موعود (-) نقد سودا بیان فرما رہے ہیں۔ ہر خدمت اپنی ذات میں اپنی جزاء ہے اور جزاء پر انسان کسی پر احسان نہیں رکھا کرتا جس کو جزاء مل رہی ہو ساتھ ساتھ وہ کیسے کسی گردن پر احسان رکھ سکتا ہے۔

اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ ”دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں“ دنیا کمانے سے تواضع از ممکن ہی نہیں ہے اگر اور کچھ نہیں تو خدا کی راہ میں یا بنی نوع انسان کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہی انسان دنیا کمانے کا اور جس کی نیت یہ ہو کہ وہ مجھے اتنا ملے کہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ اور اس کے دین کی اور اس کے بندوں کی خدمت کر سکوں وہ اس دنیا کی کمائی کو بالذات نہیں سمجھتے یعنی یہ کمائی ہے۔ ہے تو ہے نہیں تو نہ سہی اللہ کی مرضی۔ اگر اللہ کی مرضی پر نگاہیں ہیں تو خدا تعالیٰ اگر چاہے تو ان کو سب کچھ چھین کر اس ابتلاء میں بھی آزما سکتا ہے کہ جب ان سے سب کچھ چھین لیا جائے تو دیکھیں ان کے چہرے پر یا ان کے دل پر ملال تو نہیں آجاتا۔

جو اللہ کی خاطر جو کچھ ان کے پاس ہے نذر کرتے رہتے ہیں وہ زیادہ نذر نہیں کر سکیں گے مگر جو کچھ تھوڑا بہت ان کے پاس بیچ جائے گا وہی پیش کرتے رہیں گے۔ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جب کشاکش سے آزما تا ہے تو اس وقت وہ کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر مالی تنگی کے دن آتے ہیں تو اجازتیں لیتے ہیں کہ اب ہمیں توفیق نہیں رہی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود (-) جو مضمون پیش فرما رہے ہیں اس کے مطابق دنیا بالذات نہیں ہوتی۔ اصل میں اللہ کی رضا حاصل کرنا اور اس کی خاطر اس کا دیا ہوا خرچ کرنا ہے۔ پس اگر اس نے کم کر دیا تو کم میں سے دو۔ اگر زیادہ دیا ہے تو زیادہ میں سے دو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا دین دنیا پر مقدم رہتا ہے۔

فرمایا: ”ایسے لوگ دین کو ایک خوابیدہ نظر سے دیکھتے ہیں“ یہ خوابیدہ نظریں بھی ہر انسان پہچان سکتا ہے۔ کم سے کم اپنی خوابیدہ نظر کو پہچاننے کی انسان میں صلاحیت ضرور موجود ہے۔ دینی امور جتنے بھی اس کے گرد و پیش واقع ہو رہے ہیں وہ ان کو ایک اتفاقاً حادثاتی طور پر ساتھ ساتھ چلنے والے امور سمجھتا ہے، براہ راست اس کا دل ان امور میں نہیں ہوتا۔ احمدیت ترقی کر رہی ہے، لوگ نیک بنتے چلے جا رہے ہیں، سب میں قربانی کی روح بیدار ہو رہی ہے اسے یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ سارے میرے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ہر بات جو میں ایسی سنتا ہوں جو دین کی ترقی کی ہے وہ میرے دل میں بے انتہا لذت پیدا کرتی ہے۔ سبحان اللہ بسم اللہ کہتے ہیں کہ اچھا یہ ہو رہا ہے مگر براہ راست دل پر وہ لذت کی کیفیت طاری نہیں ہوتی جیسی اپنی تجارت کے چمکنے کے نتیجے میں ان کے دل پر ایک لذت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اگر کوئی ان کو خبر نہ سمجھے کہ جو روپیہ تم نے فلاں جگہ لگا دیا تھا وہ ایسا ہوا کہ تجارت میں کہ وہ بہت بڑھ چکا ہے۔

دنیا میں ایسے حادثات ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں بعضوں کی معمولی تجارتیں بھی ایک دم چمک اٹھتی ہیں۔ اگر وہ ایسا دیکھیں تو دیکھیں ان کا دل اس بات کو کبھی بھی خوابیدہ نظر سے نہیں دیکھے گا، بے انتہا خوشیوں سے بھر جائے گا، لذتیں دل میں سمائی ہی نہیں جائیں گی۔ اتنا گرا اٹھ پڑے گا اس خبر کا کہ اگر اس کو احمدیت کی کامیابیوں کی خبر کے ساتھ موزانہ

اس طرح رزق کماؤ۔ یہ حقائق ہیں روزمرہ گزرنے والے حقائق ہیں، کوئی فرضی باتیں نہیں ہیں۔ آپ ان کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے نہیں۔ پس جس نے خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈالی ہو وہ ضرور پہچانے گا۔ اس آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھیں اور خود اپنا اپنا جائزہ لیں۔

پھر حضرت مسیح موعود (-) فرماتے ہیں۔ ”جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے نہ اس کی گردن اپنی رہی نہ اس کے پاؤں کے ناخن اپنے رہے کچھ بھی باقی نہ رہا۔“ اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کر لے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو، سو وہ چشمہ قرب الہی سے اپنا اجر پائے گا۔“ ایسے شخص کو قرب الہی کے سرچشمے سے پلایا جائے گا جس کو ہم کوثر کہتے ہیں یہ وہی کوثر ہے اللہ کے قرب کا سرچشمہ جس کو یہ سرچشمہ نصیب ہو جائے اسے ایک آب حیات اور آب بقا مل گئی۔ ایسے شخص پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی۔

”اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ہے“ جن پر سے موت اٹھالی گئی ہو، جن کو ہمیشہ کی بقاء کا وعدہ دے دیا گیا ہو یعنی خدا کی طرف سے ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی کے بجلانے میں سرگرم رہے تو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشنے گا۔ یاد رہے کہ یہی کالفاظ کہ اس جگہ بیان ہوئے دو سرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے۔“

میں نے عرض کیا تھا کہ پہلے جو لفظ استقامت گزرا ہے اس کی تشریح حضرت مسیح موعود (-) کے الفاظ ہی میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ پس اس اقتباس کے بعد میں اس خطبہ جمعہ کو ختم کروں گا۔ فرمایا ”دوسرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے جیسا کہ وہ یہ دعا سکھاتا ہے (-) یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر اور ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا۔ ان لوگوں کی راہ استقامت کی راہ تھی جو انبیاء تھے اور ان لوگوں کی راہ استقامت کی راہ تھی جو صدیق تھے جو کامل وفا کے ساتھ اپنے انبیاء کے پیچھے چلتے رہے اور ان لوگوں کی راہ استقامت کی راہ تھی جو اس قافلے کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے مگر تھے اسی قافلے کا حصہ۔ وہ آگے تو نہ بڑھ سکے مگر پہلوں کے قدموں کی خاک چومتے ہوئے اسی راہ پر انہوں نے اپنی زندگی ختم کی۔ فرمایا یہ ہے استقامت کی راہ۔

دعا کا ترجمہ حضرت مسیح موعود (-) کے الفاظ میں یہ ہے ”ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر“ ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا اور جن پر آسمانی دروازے کھلے۔ واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علت غائی پر نظر کر کے سمجھی جاتی ہے۔ اب یہ بہت گہرا کلام ہے جسے لازماً سمجھائے بغیر آپ کو سمجھ نہیں آئے گی۔ ”ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علت غائی پر نظر رکھ کے سمجھی جاتی ہے۔“ استقامت کے لئے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس چیز کا مقصد کیا تھا، اس کے بنانے کا مقصد کیا تھا، اس کی استقامت اس مقصد کے مطابق ڈھالی جائے گی، یعنی اس کی استقامت کی صلاحیتیں جو اس کا مقصد تھا اس کے مطابق بنائی جانی ضروری ہیں۔

”انسان کے وجود کی علت غائی یہ ہے کہ نوع انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی درحقیقت خدا کے لئے ہو جائے۔“ پیدا کرنے کی غرض یہ تھی کہ ہمیشہ خدا کی عبادت کرے، ہمیشہ اس کی پیروی کرے۔ اگر اس غرض کے مطابق وہ ہو جاتا ہے تو یہ اس کی استقامت ہے۔ محض راہ کی تکلیفوں کو برداشت کرنا استقامت کا نام نہیں ہے۔ یہ تشریح حضرت مسیح موعود (-) کی ہمیں بتا رہی ہے کہ اگر ہم عبادت کی خاطر پیدا کئے گئے تھے تو ہماری استقامت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا سارا وجود عبادت کی خاطر خاص ہو جائے اور کلیتہً اللہ کا ہو جائے۔

”اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اس پر انعام نازل ہوگا۔“ دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں۔ (-) ”تو یقیناً اس پر انعام نازل ہوگا۔“ اب انعام کا عام معنی یہ لیا جاتا ہے کہ اس کو کئی قسم کی نعمتیں ملیں گی حضرت مسیح موعود (-)

کر کے دیکھیں تو وہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گی۔ پس یہ بہت لطیف باتیں ہیں جو مسیح موعود (-) چند لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ اب جب میں نے سمجھا دیا تو پھر دوبارہ سیں اس تحریر کو تو معلوم ہو گا کہ خوابیدہ نظر کیا مننے رکھتی ہے۔

”مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ مگر حقیقی (احمدی) کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا دین یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے“ جب تک زندگی باقی ہے ان سب چیزوں کو وقف کر دے۔ ”تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو“ جن لوگوں کے حق میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو حیات طیبہ عطا ہوئی ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کالمحہ لمحہ موت تک خدا کی راہ میں وقف رہتا ہے۔

یہ یادداشتیں براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 21 تا 30 پیغام صلح صفحہ 48 سے یہ عبارت لی گئی ہے۔ پھر فرمایا ”اے ایمان والو! خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو“ جیسا کہ کلام الہی سے میں نے یہ ثابت کر کے دکھایا تھا کہ اور کالفاظ بظاہر ایک زائد بات کا تقاضا کر رہا ہے مگر حقیقت میں پہلی بات ہی کی تشریح ہے۔ بیسنہ اسی رنگ میں حضرت مسیح موعود (-) کی یہ عبارت ہے کہ ”اے ایمان والو! خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو“ گردن دو طرح سے ڈالی جاتی ہے۔ ایک تیل جس کے اوپر، جس کی گردن میں خدمت کا جوڑا ڈالا جاتا ہے وہ تیل جس کو عادت پڑ چکی ہوتی ہے جب جو اٹھا کر زمیندار اس کی طرف چلتا ہے گردن پر ڈالنے کے لئے تو میں نے خود دیکھا ہے ایسے بیلوں کو وہ سر نیچے کر دیتے ہیں اور وہ تیل زمیندار کو بہت پیارے ہوتے ہیں اور کچھ تیل ایسے ہیں جو سینگ مارتے ہیں اور بڑی مشکل سے ان کو قابو کرنا پڑتا ہے رسی کے پھندے ان کے سینگوں پر ڈالنے پڑتے ہیں اور ایک آدمی ایک طرف گھسیٹ رہا ہے دوسرے نے جا کر جوڑا ڈال دیا۔ تو یہ سلوک تو نہ کرو اپنے اللہ سے۔ اس کے تیل ہو اس کے لئے اپنی جان بچ ڈالی اور گردن جوڑا کے لئے غم نہ کی تو حضرت مسیح موعود (-) فرما رہے ہیں خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو۔ ایک یہ معنی ہیں۔

دوسرا ذبح ہونے کے لئے گردن ڈال دو (-) تو یہ دونوں طریق ایسے ہیں جن میں آپ اپنی جان کے ذریعے اس بات کا اقرار کر رہے ہوں گے کہ میں نے یہ جان بیچی ہوئی ہے میری نہیں رہی۔ اس کے بعد ”اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو“ کا یہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ ایسا گردن ڈالنے والا احتمالاً بھی شیطان کی راہ اختیار کر سکتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ الگ بات ہے، یہ اور بات ہے، شیطانی راہیں اختیار کرنے والے اور لوگ ہیں اور یہ بالکل اور لوگ ہیں۔ اگر شیطان سے بچنا ہے تو گردن ڈالنا ضروری ہے۔ لازم ہے کہ خدا کے سامنے اپنی گردن ڈال دو۔

”شیطان تمہارا دشمن ہے“

حضرت مسیح موعود (-) فرماتے ہیں ”اس جگہ شیطان سے مراد وہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں“ اب یہ خیال نہ گزرے کہ کوئی خیالی شیطان ہے جس سے ہر آدمی سمجھتا ہے میں بچا ہوا ہوں۔ اس کے گرد پیش اس کے ماحول میں اس کو برے کاموں کی طرف بلانے والے وہ شیطان ہیں۔ پس جس نے اپنی گردن خدا کی راہ میں دے رکھی ہو وہ ان کی باتیں کب سنے گا وہ ان کو مردود کر کے اپنی طرف سے ہٹا دے گا ایسے لوگوں کی دوستی کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ سب کچھ تو خدا کے حضور انہوں نے پیش کر رکھا ہو اور اس میں سے حصہ مانگ رہے ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اعدو باللہ من الشیطن الرجیم کا کلام (-) سکھایا گیا کہ تلاوت سے پہلے ضروری پڑھ لیا کرو کیونکہ جب تلاوت کرتے ہو تو گویا خدا کے ہو جاتے ہو اور شیطان کو شش کرے گا کہ تمہارا کوئی حصہ بھی خدا کے فضل سے باہر رہ جائے اور یہ اسے اچک لے۔

پس وہ لوگ زندہ آپ کے ارد گرد پھرتے ہیں، آپ ان کو جانتے ہیں، دیکھتے ہیں، ان سے مراسم رکھتے ہیں جو خدا کی مرضی کے خلاف بھی آپ کو مطمئن دیتے ہیں، کہتے ہیں یہ جھوٹ بولو تو یہ فائدہ ہو جائے گا یہاں پیسہ لگاؤ خواہ پیسہ لگانا حرام ہو اس سے فائدہ پہنچے گا

یہ معنی نہیں فرما رہے "جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں" یعنی انعام سے مراد ہی پاک زندگی ہے۔ جب خدا کی طرف سے پاک زندگی مل گئی تو یقین کرو کہ یہ انعام ہے اور اگر پاک زندگی نہیں ملی اور دنیا کی نعمتیں ملی ہیں تو محض اس دھوکے میں مبتلا نہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جس نے ثابت کر دیا کہ آپ صراطِ مستقیم پر قائم تھے۔

پس پاک زندگی اصل مقصود ہے، اصل مطلوب ہے اگر پاک زندگی ہم سب کو نصیب ہو جائے تو یہی زندگی کا وہ مقصد ہے جو ہم نے پایا پھر ہم یہ کہتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں کہ فزت بربت الکعبہ خدا کی قسم، میں رب کعبہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ ہمیں یہ کامیابی عطا فرمائے۔

### پیر 25۔ جنوری 1999ء

- 12-40 رات۔ جرمن سروس۔
- 2-00 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ مقابلہ حفظ اشعار۔
- 2-25 رات۔ درس القرآن 98-1-21
- 3-00 رات۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔
- 3-25 رات۔ چینی زبان سیکھئے۔
- 5-05 رات۔ تلاوت۔ درس لغو طاعت۔ خبریں۔
- 5-50 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ مقابلہ حفظ اشعار۔
- 6-15 صبح۔ احمدیہ ٹیلی ویژن۔ یو۔ ایس۔ اے۔ پروڈکشن۔
- 6-50 صبح۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔
- 7-15 صبح۔ لقاء مع العرب۔
- 8-20 صبح۔ اردو کلاس۔
- 9-25 صبح۔ چینی زبان سیکھئے۔
- 9-55 صبح۔ انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ملاقات۔
- 11-05 دوپہر۔ تلاوت۔ درس لغو طاعت۔ خبریں۔
- 11-55 دوپہر۔ چلڈرنز کارنر۔ مقابلہ حفظ اشعار۔
- 12-20 دوپہر۔ درس القرآن 98-1-21
- 1-45 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
- 2-45 دوپہر۔ اردو کلاس۔
- 4-05 شام۔ احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس۔
- 4-30 شام۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔
- 5-05 شام۔ تلاوت۔ خبریں۔
- 5-45 شام۔ ناروے میں چینی زبان سیکھئے۔
- 6-15 رات۔ انڈونیشین پروگرام۔
- 7-15 رات۔ بنگالی سروس۔
- 8-15 رات۔ ہومیو پیتھی کلاس۔
- 9-25 رات۔ لقاء مع العرب۔
- 10-25 رات۔ ترکی پروگرام۔
- 11-05 رات۔ تلاوت۔ درس لغو طاعت۔
- 11-25 رات۔ اردو کلاس۔

## احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

- 7-25 صبح۔ احمدیہ ٹیلی ویژن۔ سپورٹس۔
- 8-05 صبح۔ اردو کلاس۔
- 9-10 صبح۔ ناروے میں چینی زبان سیکھئے۔
- 9-50 صبح۔ ہومیو پیتھی کلاس۔
- 11-05 دوپہر۔ تلاوت۔ درس الحدیث۔ خبریں۔
- 11-50 دوپہر۔ چلڈرنز کارنر۔ چلڈرنز ورک شاپ نمبر 6۔
- 12-20 دوپہر۔ پشتو پروگرام۔ خطبہ جمعہ 25-7-97
- 1-25 دوپہر۔ کوزرودھانی خزانہ۔
- 1-55 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
- 3-05 سہ پہر۔ اردو کلاس۔
- 4-10 شام۔ طبی محالمت۔
- 5-05 شام۔ تلاوت۔ خبریں۔
- 5-25 شام۔ فریج زبان سیکھئے۔
- 6-10 رات۔ انڈونیشین پروگرام۔
- 7-10 رات۔ بنگالی سروس۔
- 8-10 رات۔ ترمیم القرآن کلاس۔
- 9-15 رات۔ لقاء مع العرب۔
- 10-20 رات۔ ناروے میں چینی زبان سیکھئے۔
- 11-05 رات۔ تلاوت۔ درس الحدیث۔
- 11-30 رات۔ اردو کلاس۔

### جمعرات 28۔ جنوری 1999ء

- 12-35 رات۔ جرمن سروس۔
- 1-35 رات۔ چلڈرنز کارنر۔
- 2-05 رات۔ المائدہ۔
- 2-25 رات۔ لہجہ پروگرام۔
- 3-20 رات۔ ترمیم القرآن کلاس۔
- 4-25 رات۔ جرمن زبان سیکھئے۔
- 5-05 رات۔ تلاوت۔ درس الحدیث۔ خبریں۔
- 5-55 رات۔ چلڈرنز کارنر۔
- 6-25 صبح۔ لقاء مع العرب۔
- 7-25 صبح۔ درشین۔
- 8-05 صبح۔ اردو کلاس۔
- 9-20 صبح۔ جرمن زبان سیکھئے۔
- 9-50 صبح۔ ترمیم القرآن کلاس۔
- 11-05 دوپہر۔ تلاوت۔ درس لغو طاعت۔ خبریں۔
- 11-40 دوپہر۔ چلڈرنز کارنر۔
- 12-15 دوپہر۔ سندھی پروگرام۔ خطبہ جمعہ 20-6-97
- 1-35 دوپہر۔ المائدہ۔
- 1-50 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
- 3-05 سہ پہر۔ اردو کلاس۔
- 4-20 شام۔ کوزرودھانی خزانہ۔ تاریخ احمدیت۔
- 5-05 شام۔ تلاوت۔ خبریں۔
- 5-40 شام۔ عربی زبان سیکھئے۔
- 6-00 رات۔ انڈونیشین پروگرام۔
- 7-00 رات۔ بنگالی سروس۔
- 8-10 رات۔ ہومیو پیتھی کلاس۔ سبق نمبر 1۔
- 9-15 رات۔ لقاء مع العرب۔
- 10-35 رات۔ سویڈش پروگرام۔
- 11-05 رات۔ تلاوت۔ درس لغو طاعت۔
- 11-15 رات۔ اردو کلاس۔

### بدھ 27۔ جنوری 1999ء

- 12-45 رات۔ جرمن سروس۔
- 1-50 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ سیرنا القرآن۔
- 2-40 رات۔ ہماری کائنات۔
- 3-05 رات۔ ترمیم القرآن کلاس۔
- 4-10 رات۔ فریج زبان سیکھئے۔
- 5-05 رات۔ تلاوت۔ تاریخ احمدیت۔ خبریں۔
- 5-30 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ سیرنا القرآن۔
- 6-10 صبح۔ لقاء مع العرب۔
- 7-15 صبح۔ چلڈرنز پروگرام۔
- 7-45 صبح۔ اردو کلاس۔
- 9-00 صبح۔ فریج زبان سیکھئے۔
- 9-50 صبح۔ ترمیم القرآن کلاس۔
- 11-05 دوپہر۔ تلاوت۔ تاریخ احمدیت۔ خبریں۔
- 11-25 دوپہر۔ چلڈرنز کارنر۔ سیرنا القرآن۔
- 12-15 دوپہر۔ سوامیلی پروگرام۔ خطبہ جمعہ 26-1-96
- 1-35 دوپہر۔ ہماری کائنات۔
- 2-05 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
- 3-05 سہ پہر۔ اردو کلاس۔

### منگل 26۔ جنوری 1999ء

- 12-25 رات۔ جرمن سروس۔
- 1-45 رات۔ چلڈرنز کارنر۔
- 2-15 رات۔ کوزرودھانی خزانہ۔
- 2-50 رات۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔
- 3-20 رات۔ ہومیو پیتھی کلاس۔
- 4-25 رات۔ ناروے میں چینی زبان سیکھئے۔
- 5-05 رات۔ تلاوت۔ درس الحدیث۔ خبریں۔
- 5-20 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ چلڈرنز ورک شاپ نمبر 6۔
- 6-20 صبح۔ لقاء مع العرب۔

### اطلاعات و اعلانات

#### درخواست دعا

○ مکرم مبارک احمد خالد صاحب میگزین و پبلشر ماہنامہ "خالد" تحشید الاذہان " ربوہ مورخہ 1-1-99 سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال کے سی سی یو وارڈ میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ ☆☆☆☆☆

#### تبدیلی نام

○ خاکسار کی بیوی کا نام امتہ العصیر تھا اب تبدیل کر کے فوزیہ احمد رکھ دیا گیا ہے۔ براہ کرم آئینہ انیس فوزیہ احمد کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ نذیر احمد مکان نمبر 15/34 فیکٹری ایریا ربوہ

#### ضروری اعلان

○ مکرم محمد شریف صاحب (ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر) نمائندہ الفضل ضلع اسلام آباد اور راولپنڈی کے دورہ پر (1) توسیع اشاعت الفضل کے لئے نئے خریدار بنانے 2۔ الفضل کے خریداران سے چندہ الفضل اور بتایا جات کی وصولی۔ (3) الفضل میں اشتہارات کی ترغیب اور وصولی کے لئے آرہے ہیں۔ عمدیداران جماعت مریمان کرام اور احباب جماعت سے اس سلسلے میں تعاون کی درخواست ہے۔ (میلنگ)

☆☆☆☆☆

سکرین پر تنگ کی دنیا میں منقر و نام  
**خان نیم پلیٹس**  
ہر قسم کی سکرین پر تنگ کے لئے ہم سے رجوع کریں  
لاہور۔ فون: 5150862-844862

اصحاب عتقا احمدیہ کیلئے سستا اور معیار کا بیج  
4300 روپے میں 8 فٹ ڈش کیساتھ مکمل برائے  
احمدیہ جنیل حاصل کریں  
پر پرائیمر  
شہرت مند ریاض قریشی  
**نوار سیٹ**  
فینل مارکیٹ 3۔ بلال  
فون نمبرز 7351722  
آفس 7352212  
لاہور 5400

☆☆☆☆☆

